منجانب: ٹیم منبرالجہادواحوال امت (انصارخلافت اسلامیہ ولایت خراسان)

رسالة الی دیوبند

انصار ان خلافت اسلامیہ کا دیو بند حضرات کے نام پیغام

منجانب: ٹیم منبر الجہاد واحوال امت (انصار خلافت اسلامیہ ولایت خراسان)

فہرست

باب: اول

ہم دیوبند کو سلف صالحین اہلسنت کے اجماعی عقائد کی طرف پلٹنے کی دعوت دیتے ہیں

خلافت اسلامیہ کے مجاہدین کی عراق وشام اور دنیا کے دیگر خطوں میں فتوحات پر اور خلافت اسلامیہ کے قیام کے اولین ایام میں برصغیر وخراسان میں دیوبند مسلک سے تعلق رکھنے والوں نے خیر مقدم اور خوشی کا اظہار کیا' اور اس خطے میں دیوبند بھائیوں کی کافی تعداد نے خلافت سے بیعت بھی کی' لیکن ان میں سے بہت سے وہ تھے جو خطے میں موجود تحریک طالبان سے اسلام وخلافت اسلامیہ سے بڑھ کر تعصب وتقلید کا شکار تھے' اور جب تحریک طالبان نے شخصیت وجماعت پرستی کو بت بناتے ہوئے صحیح احادیث رسول میں ذکر کردہ خلافت شام کو رد کر کے اس سے مخالفت کا آغاز کیا تو یہ لوگ بھی خلافت کی بیعت توڑ کر اس سے دشمنی پر نکل آئے' اور کچھ جنہوں نے جماعتی بت کو معبود ومطاع تو نہ بنایا اور خلافت اسلامیہ کی حمایت اور بیعت پر قائم رہے' لیکن جب خلافت اسلامیہ نے اہلسنت کے خالص اسلامی عقیدہ پر کسی مصلحت ومداہنت اختیار کرنے کی بجائے عقیدہ توحید کو حرز جان بناتے ہوئے اور شخصیت وفرقہ پرستی کی دیواروں کو منہدم کرتے ہوئے اپنے آفیشل رسالے دابق (Dabiq) میں دیوبند مسلک میں پائے جانے والے خلاف اسلامی عقائد جہمیہ' اشاعرہ وماتریدیا کے عقائد' تقلید جامد اور غالی صوفیانہ عقائد پر تنقید کی تو شیطان آخر کار ان لوگوں کے دل میں مسلک کے بت کو سجا کر خلافت اسلامیہ کی حمائت وبیعت ترک کرانے میں کامیاب ہو گیا' اور یہ لوگ بھی خلافت اسلامیہ کی مخالفت کرنے اور اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے میں ایک اور انداز میں مصروف ہو گئے' یہ دولت اسلامیہ اور اہلسنت کے خالص اسلامی عقائد کے متعلق عوام کو الجھانے لگے' ان لوگوں نے عقیدہ جیسے خاص اور بنیادی چیز کو درست کرنے اور اپنی عاقبت سنوارنے کی ذرا کوشش نہ کی کہ یہ دیوبند کے عقائد کو قرآن وحدیث اور صحابہ کرام وسلف صالحین اہلسنہ کے عقائد سے موازنہ کر لیں کہ جن کا اجماع دین میں سند کی حیثیت رکھتا ہے' شیطان نے ان کو اس انداز سے ورغلایا کہ ہم بھی احناف میں سے ہیں جو قرون اولیٰ سے اہلسنت میں گنے جاتے ہیں' لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ موجود احناف کے نام سے نہاد طور پر منسوب دیوبند مسلک کے عقائد قرون اولیٰ کے ائمہ اہلسنت سے یکسر مخالف ہیں' جس کا یہ خود اقرار بھی کرتے ہیں' اور اعتقاد جیسے بالا جماع اور غیر متبدل معاملات میں اجتہاد کا دعوی کرتے ہیں' جبکہ دوسری طرف یہی لوگ دین کے فروعی مسائل میں اجتہاد پر سلفیت پر تنقید کرتے پائے جاتے ہیں. (1)

جبکہ اہلسنت کے نزدیک اعتقاد ایسا معاملہ ہے کہ جس میں اجتہاد کی اجازت سرے سے ہی نہیں ہے اور اس میں صحابہ کرام اور سلف صالحین کے اجماع اور ان کی اختیار کردہ تشریح کی پیروی کرنا واجب ہے.

امام حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

【 (1)

دیوبند مسلک کی سلفیوں پر یہ تہمت بے جا کہ وہ اجماع صحابہ کے منکر ہیں' اور وہ تراویح یا طلاق کے مشہور نزعی مسائل میں قرآن وحدیث اور صحابہ کرام کے اجماع کے مخالف عمل کرتے ہیں. سلفیوں کے نزدیک بھی اجماع صحابہ وسلف صالحین دین میں سند کی حیثیت رکھتا ہے.

شیخ الحدیث حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اہلحدیث کے اصول کتاب وسنت' اجماع اور اقوال صحابہ ہیں. یعنی جب کسی ایک صحابی کا قول ہو اور اس کا کوئی مخالف نہ ہو' اگر اختلاف ہو تو ان میں سے جو قول کتاب وسنت کے زیادہ قریب ہو' اس پر عمل کیا جائے اور اس پر کسی عمل' رائے یا قیاس کو مقدم نہ سمجھا جائے اور بوقت ضرورت قیاس پر عمل کیا جائے' قیاس میں اپنے سے اعلم پر اعتماد کرنا جائز ہے یہی مسلک امام احمد بن حنبل اور دیگر ائمہ اہلحدیث کا ہے." (الاصلاح: ۱۴)

دراصل تراویح کے مسئلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آٹھ تراویح ہونا باسند صحیح ثابت ہے. اور نفلی عبادت کے اس فروعی مسئلہ میں اختلاف کی گنجائش ہے. اس طرح احناف کے دین کے دیگر فروعی مسائل میں اختلاف پر بھی بالکل کوئی تنکیر وتنقید نہیں.

طلاق کے خاص مسئلہ میں صحیح روایات کے مطابق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک مجلس میں تین طلاق ایک گنے جانا ہی مروج تھا جس پر تمام صحابہ کا اجماع تھا. حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور حکومت کے صرف تھوڑے سے عرصے یہ پابندی لگائی کہ طلاق کی کثرت کی وجہ سے ایک مجلس مین تین طلاق کے ہونے کو مروج فرمایا. یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ عرصے بعد اس طریقے کو کالعدم کر کے پرانا طلاق کا مروجہ طریقہ دوبارہ رائج کرا دیا. جیسا کہ اغاثۃ الافہان میں امام ابن قیم کی صحیح روایت سے ثابت ہوتا ہے. اگر کوئی حضرت عمر رضی اللہ کو اس اجتہاد پر بدعتی یا فاسق کہتا ہے تو ایسا شخص رافضی وزندیق کے زمرے میں ہی یقیناً گنا جائے گا چاہے وہ کسی بھی مسلک سے نسبت رکھتا ہو لیکن یہ تکفیر معین علماء اہلسنہ کے تکفیر کے اصول و قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہو.} 】

"سلف نے اس بات سے ممانعت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ یا اس کے اسماء وصفات کے بارے میں بحث اور اختلاف ہو. البتہ جہاں تک فقہی مسائل کی بات ہے تو سلف کا اتفاق ہے کہ ان امور میں بحث اور اخذ ورد ہو سکتا ہے. کیونکہ یہ (فقہ) ایسا علم جس میں قیاس کرنے کی حاجت ہے. جبکہ اعتقادات کا معاملہ ایسا نہیں ہے. کیونکہ اہلسنت والجماعت کے نزدیک اللہ عزوجل کی بابت کوئی بات کی ہی نہیں جاسکتی سوائے اس بات کے جو خود ہی اپنی ذات کے بارے میں بیان کردے' یا رسول اس کی بابت بیان کردے' یا جس پر امت نے اجماع کر لیا ہو اللہ کی مثل کوئی چیز ہے ہی نہیں جس کا قیاس یا گہرے غور و خوض (یا عقل) کے نتیجے میں ادراک ہونا ممکن ہو." (صحیح جامع بیان العلم وفضلہ: ۳۷۳)

ذیل میں ہم پہلے مسلک دیوبند کے اہلسنت سے مخالف عقائد کا ثبوت مسلک دیوبند کی عقیدہ کی متفقہ کتاب 'المہند علی المفند' سے دیں گے جس پر بے شمار علماء دیوبند کی تصدیقات موجود ہیں. اور اس ضمن میں ان کے اکابرین کے اقوال بھی ذکر کریں گے. تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مسلک دیوبند پر یہ عقائد اکابرین دیوبند کے اقوال کی غلط تعبیر اخذ کر کے منسوب کیے جارہے ہیں.

لیکن اس کے ساتھ ہمارا یہ دعوی نہیں کے دیوبند کے تمام علماء بعینہ ان ہی تمام گمراہ عقائد (جہمیہ 'اشاعرہ 'ماتریدیا 'معتزلہ 'مرجئۃ 'غالی صوفیہ) کے حامل ہیں 'بلکہ ان میں ملے جلے عقائد ہیں. اور بعض کچھ عقائد میں اہلسنت کی پیروی بھی کرتے ہیں. اور ان میں سے کچھ چیدہ چیدہ وہ ہیں جنھوں نے اپنے اکابرین سے مخالف اہلسنت کے عقائد کی پیروی کی ہے 'لیکن دیوبند کی عامی عوام تو اپنے اکابرین کے ان عقائد سے بالکل نابلد ہیں.

اس مضمون سے ہمارا مقصود ان سب پر کوئی حکم لگانا نہیں اور نہ ہی دیوبند کے ان خاص اکابرین پر کوئی حکم لگانا ہے 'کیونکہ یہ سب چیزیں ان کے شبہات وتاویل کو رد کرنے اور حجت پہنچانے کا تقاضہ کرتی ہیں. اور نہ ہی ہمارے اس مضمون سے مقصود نام نہاد سلفیوں کے (بدعتی مرجئۃ) مسلک سے تعصب ہے. کسی شخصیت اور مسلک سے محبت اس چیز کا تقاضہ نہیں کرتی کہ ان میں پائے جانے والے اہلسنت سے مخالف اسلامی عقائد پر رد نہ کیا جائے. جس طرح ہم آج کے نام نہاد سعودی عرب اور برصغیر کے سلفیوں کو روافض وطواغیت سے دوستی کرنے اور ان کی تکفیر نہ کرنے کی وجہ سے بدعتی فرقہ مرجئۃ کہتے ہیں. اور شیخ ابو بصیر (ھداہ اللہ) نے سلفیوں کے ماضی قریب کے امام علامہ البانی کے مرجئۃ عقائد پر سخت گرفت کی ہے. اس طرح ہمارے دیوبندی بھائی جان لیں کے ہمارے دیوبند کے اہلسنت سے مخالف اسلامی عقائد پر رد سے مقصد کوئی مسلکی تعصب نہیں 'بلکہ اخلاص کے ساتھ عقائد کے معاملہ میں صحابہ کرام وسلف صالحین واہلسنت کے منہج اور عقیدے کی پیروی کرنے کی دعوت دینا ہے. ہم دولت اسلامیہ ولایت خراسان کے احناف امراء وقائدین اور کارکنان سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ عقیدہ کے معاملے میں ثابت قدمی اختیار کریں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی ہر گز پرواہ نہ کریں. بلکہ حق کی راہ میں استقامت اختیار کرنے والے اپنے اکابرین احناف سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلیں جنھوں نے برصغیر کے احناف عوام میں سے باطل عقائد وبدعات کے استیصال کے لیے مجددانہ کردار ادا کیا.

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مجاہدین اور مسلمانوں میں عقیدہ کی دعوت نہیں دینی چاہیے کہ اس سے مسلمانوں میں آپس میں بغض وعداوت اور اختلاف وتفرقہ پیدا ہوگا اور اختلاف کی وجہ سے جہاد اور مسلمانوں کا نقصان ہوگا.

جبکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اختلاف اور تفرقہ کی اصل وجہ ایمان اور عقائد میں گمراہی بیان کی ہے. اللہ تعالی نے اہل کتاب میں تفرقہ کی اصل وجہ یہ بیان کی ہے کہ انھوں نے خالص عقیدہ کو چھوڑ دیا. مسلمانوں میں بھی آج اختلاف اور تفرقہ کی اصل وجہ ایمان وعقیدہ میں گمراہی ہے.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فنسوا حظ مماذکروا به 'فاغرینابینهم العداوۃ والبغضاءالی یوم القیمۃ. (المائدہ:۱۴)

"پس انھوں نے اس کا کچھ حصہ بھلادیا جوانھیں نصیحت کی گئی تھی' تو ہم نے ان کے آپس میں بغض وعداوت ڈال دی جو قیامت تک رہے گی."

صحیح اور خالص عقیدہ وایمان کی بنیاد پر ہی مسلمان متحد ہوں گے اور اسی کی بنیاد پر مسلمانوں کو مظبوطی و برکت اور تحفظ واستحکام حاصل ہو گا. اور اللہ ان کے قدم زمین پر جمادے گا.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم ترکیف ضرب الله مثلاکلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھاثابت وفرعھافی السماء. (ابراہیم:۲۴)

کیاآپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات (کلمہ توحیدوایمان) کی مثال کس طرح بیان فرمائی 'مثل ایک پاکیزہ درخت (کھجور) کے جس کی جڑ مظبوط ہے اور جس کی ٹہنیاں آسمان میں ہیں.

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح ونصرت اور غلبے کا وعدہ صحیح اور شرک وبدعت سے پاک خالص ایمان وعقیدے پر کیا ہے. ارشاد باری تعالیٰ ہے.

وعداللّٰہ الذین امنوامنکم وعملوالصلحت لیستخلفنھم فی الارض کمااستخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من م بعد خوفھم امنا. یعبدوننی لایشرکون بی شیاءومن کفر بعد ذلك فاولئك ھم الفسقون.(النور:۵۵)

اللہ نے وعدہ کیاان لوگوں سے جو تم میں سے (خالص و صحیح) ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے کہ ان کو ضرور زمین میں حکومت دے گا. جس طرح کہ ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دی تھی. اور ان کیلئے ان کے اس دین کو جمادے گا جو ان کیلئے پسند کیا ہے اور ضرور ان کے خوف کو امن میں تبدیل کرے گا. وہ میری ہی عبادت کریں گے 'میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور جو شخص اس کے بعد انکار کرے تو یہی لوگ فاسق ہیں.

اللھم ارناالحق حقاورزقنااتباعہ وارناالباطل باطل وارزقنااجتبائہ.

باب: دوم

دیوبند میں اشاعرہ وماتریدیا اور جہمیہ و معتزلہ کے عقائد

دیوبند اللہ کی اسماء وصفات میں اہلسنت کے عقیدے کے برعکس اشاعرہ وماتریدیہ کی پیروی کرتے ہیں.

دیوبند کے عقیدہ کی کتاب 'المہند علی المفند' کے شروع ہی میں مذکور ہے.

"ہم اور ہمارے مشائخ اور ہماری ساری جماعت بحمد للہ فروعات میں مقلد ہیں مقتدائے خلق حضرت امام ہمام امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنھم کے اور اصول واعتقادات میں پیرو ہیں امام ابوالحسن اشعری اور ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنھما کی". (المہند علی المفند: ۱۱)

نیز لکھتے ہیں:

"اور ہمارے متاخرین اماموں (امام ابوالحسن اشعری وابو منصور ماتریدی) نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت شرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں کہ صحیح استواء سے مراد غلبہ اور ہاتھ سے مراد قدرت ہے."(المہند علی المفند ص:۳۹)

جہمیہ اشاعرہ وماتریدیا کی تفصیل:

جہمیہ کے باطل عقیدے کا آغاز قرون سلف میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دور میں ہوا. اس باطل عقیدے

کا بانی جہم بن صفوان تھا. اور اس کی نام کی مناسبت سے اس کا پیروکار فرقہ جہمیہ کہلاتا ہے.

جہم بن صفوان نے سب سے پہلے توحید اسماء وصفات کا انکار کیا. اور اللہ کے قرآن میں بیان کردہ صفات عرش 'جہت علو 'ید (ہاتھ) 'وجہ (چہرہ) 'عین (آنکھ) وغیرہ کے انکار کی وجہ اور تاویل یہ بیان کی کہ اس سے اللہ کی مخلوق کے ساتھ جہت ومکان اور تشبیہ و تجسیم ثابت ہوتی ہے. اس لیے ان کے نزدیک اللہ کی صفات کا انکار توحید ہے. اور جو اللہ کی صفات کو مانتے ہوئے اس کی شان کے لائق قرار دے وہ ان کے نزدیک باطل فرقہ مشبہ و مجسمہ وکرامیہ ہے. (یہ وہ فرقے ہیں جو اللہ کی صفات کو حقیقت میں مخلوق جیسا قرار دیتے تھے)

جہم بن صفوان کو اور اس کے عقیدے کے ایک دوسرے بڑے عالم جعد بن درہم کو اس فتنہ و گمراہی کی وجہ سے خلافت بنو امیہ میں موت کی سزا دی گئی.

جہم بن صفوان کے اللہ کی صفات کے انکار پر سلف صالحین نے شدید رد کیا. کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے اللہ کی ان عظیم صفات کے انکار یا تاویل کی کبھی تعلیم نہ دی تھی. بلکہ ان کی تاویل کے بغیر اس کے اقرار کو ایمان قرار دیا. حدیث میں مذکورہ ہے.

اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ فِي قَوْلِهِ عزوجل: (الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى)، قَالَتْ: الِاسْتِوَاءُ غَيْرُ مَجْهُولٍ، وَالْكَيْفُ غَيْرُ مَعْقُولٍ، وَالْإِقْرَارُ بِهِ إِيمَانٌ، وَالْجُحُودُ بِهِ كُفْرٌ، وَيُرْوَى هَذَا الْكَلَامُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.(التوحید لابن مندہ، حدیث نمبر ۸۳۰)

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا، اللہ تعالی کے اس ارشاد کے بارے میں" (رحمٰن، عرش پر مستوی ہے) "فرماتی ہیں: استواء معلوم ہے، اور اس کی کیفیت غیر معقول ہے، اور اس کا اقرار کرنا ایمان ہے اور اس کا انکار کفر ہے."

اہلسنت کے ائمہ سلف اجماعی طور پر اسی طرح اللہ کی تمام صفات کو کسی تاویل وانکار کے بغیر مانتے ہوئے اللہ کی شان کے لائق سمجھتے تھے اور ان کی مخلوق میں کسی کے ساتھ تشبیہ و تمثیل بیان نہیں کرتے.

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:

''بہت سے اہل علم نے اس اور اس مفہوم کی دوسری احادیثِ صفاتِ الٰہی و نزول باری تعالیٰ کے بارے میں کہا ہے کہ اس بارے میں روایات ثابت ہو گئی ہیں، ان پر ایمان لایا جایا گا، ان میں تاویل نہیں کی جائے گی، نہ ہی یہ کہا جائے گا کہ یہ صفات الٰہی کیسی ہیں؟ امام مالک، امام سفیان بن عینیہ اور امام عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ سے اسی طرح منقول ہے. اہل سنت والجماعت کے اہل علم کا یہی قول ہے۔ رہے جہمیہ لوگ تو انہوں نے ان روایات کا انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ تشبیہ ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کئی مقامات پر صفت ید، سمع اور بصر کا ذکر کیا ہے، لیکن جہمیہ نے ان آیات کی تاویل کی ہے اور اہل علم کے خلاف ان کی تفسیر کی ہے۔ جہمیوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا، بلکہ یہاں ید (ہاتھ) سے مراد قوت ہے۔ ''(سنن ترمذی: تحت حدیث ٦٦٢)

جہمیہ کے اس فتنہ پر سلف صالحین میں سے خاص طور پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ میدان میں اترے 'اور آپ کے جہم بن صفوان سے اس کے باطل عقائد کے رد پر کافی مباحثے منقول ہیں.

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اللہ کی صفات کے ضمن میں اپنی مشہور تصنیف 'الفقہ الاکبر' میں فرمایا.

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اور اس کے لیے ہاتھ 'منہ اور نفس ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے لیکن ان کی کیفیت معلوم نہیں ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ید سے قدرت اور نعمت مراد ہے کیونکہ ایسا کہنے سے اس کی صفت کا ابطال لازم آتا ہے اور یہ منکرین تقدیر اور معتزلہ کا مذہب ہے، بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ ہاتھ اس کی مجہول الکیفیت صفت ہے۔ "(البیان الازہر ترجمہ الفقہ الاکبر: ص ۳۲)

قرون اولٰی کے تمام سلف صالحین 'ائمہ اہلسنت اللہ کی صفات کو ظاہری معنوں میں مانتے ہوئے انہیں اللہ کی شان وعظمت کے لائق سمجھتے تھے. اور اس ضمن میں متقدمین علماءاہلسنت کے درمیان ذرا اختلاف نہ تھا. لیکن جہم بن صفوان کے بعد بہت زیادہ علماء اس فتنے کا شکار ہوئے اور ان کے ساتھ علم الکلام کے ماہر حنفی عالم ابوالحسن اشعری اور ابو منصور ماتریدی نے اپنے علم الکلام کے زور پر اس فتنے کو بہت زیادہ پھیلایا جس سے یہ گمراہی بہت زیادہ علماء میں در آئی. ابوالحسن اشعری اور ابو منصور ماتریدی نے بھی اللہ کی صفات کو نہ ماننے اور اس کی تاویل کرنے کی وجہ وہی بیان کی جو جہم بن صفوان نے کی تھی کہ ان صفات کو ماننے سے اللہ کی جہت 'مکان 'تشبیہ اور تجسیم ثابت ہوتی ہے. ائمہ اہلسنت اشاعرہ و ماتریدیا کی اس باطل تاویل کا خاص طور پر رد کیا ہے.

جہم بن صفوان نے بھی اسی باطل تاویل سے اللہ کی صفات کا انکار کیا تھا. امام احمد بن حنبل اس باطل تاویل کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں.

امام احمد بن حنبل رحمۃاللہ فرماتے ہیں:

" ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ عرش (اور آسمان) پر ہے جیسے اس نے چاہا اور جس طرح چاہا، بغیر کسی حد (اور تشبیہ و تجسیم کے) اور بغیر ایسی صفت کے جہاں کوئی بیان کرنے والا پہنچ سکتا ہے یا کوئی حد مقرر کرنے والا حد مقرر کر سکتا ہے، پس اللہ عزوجل کی صفات اسی سے ہیں اور اسی کے لیے ہیں، اور وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اس کو نگاہیں نہیں پا سکتیں. "(کتاب درءابن تیمیہ 'الرد علی الجہمیہ: ۱۰۴)

موجودہ احناف سے منسوب دیوبند مسلک میں ابوالحسن اشعری اور ابو منصور ماتریدی کی تاویلات کی پیروی کرتے ہوئے اللہ کی صفات کو نہیں مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کی صفت عرش سے مراد اللہ کا غلبہ ہے اور اسی طرح ید (ہاتھ) سے مراد قوت ہے. ان کو جب کہا جاتا ہے کہ آپ اللہ کی صفات کے عقیدے میں اہلسنت اور امام ابو حنیفہ رحمہ کی پیروی کیوں نہیں کرتے تو یہ کہتے ہیں کہ ابوالحسن اشعری اور ابو منصور ماتریدی چونکہ علم الکلام میں بڑے حنفی علماء تھے اس لیے انہوں نے اس معاملے میں اجتہاد کیا ہے.

دارالعلوم دیوبند کی فتویٰ کمیٹی سے اس ضمن میں سوال کیا گیا.

سوال: ہم مسائل میں امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ کی تقلید کرتے ہیں اور عقائد میں امام ابو منصور ماتریدی اور ابوالحسن اشعری کی تقلید کرتے ہیں۔ میرا سوال ہے کہ امام ابو حنیفہ کے عقائد کیا تھے؟ اور آپ عقائد میں ان کی تقلید کیوں نہیں کرتے جب کہ کہا جاتا ہے کہ تقلید صرف ایک کی کی جائے۔ میں خود حنفی ہوں پر ایک عام شخص ہوں۔ برائے مہربانی ان اشکالات کو دور فرمادیجئے۔؟

جواب:(فتوی: 654=608/ب'دار العلوم دیوبند)

"ہر فن کا ایک امام ہوا کرتا ہے، ہر فن میں ایک ہی شخص امام نہیں ہوا کرتا ہے، چنانچہ ہم حنفی مسائل فقہیہ میں امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی اتباع کرتے ہیں اور عقائد امیں ابو منصور ماتریدی اور ابو الحسن اشعری علیہم الرحمۃ کا اتباع کرتے ہیں اور قراءت میں ائمہ سبعہ میں امام عاصم کوفی کا اتباع کرتے ہیں جیسا کہ عام دنیا مانتی ہے، اور ان کے مسلک کے مطابق قرآن شریف پڑھتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(دار الافتاء، دار العلوم دیوبند' فتوی: 654=608/ب)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اسماء وصفات کے ضمن میں عقیدہ واضح ہے اور آپ جہم بن صفوان کے باطل عقائد کے خلاف نبرد آزما رہے اور آپ اللہ کی صفات کو ان کے ظاہری معنوں میں مانتے تھے اور اس کی تاویل کو گمراہی قرار دیتے تھے جیسا کہ ہم نے امام ابو حنیفہ کا ان کی تصنیف 'الفقہ الا کبر' سے حوالہ ذکر کیا ہے. اللہ کی صفات کا انکار کرنے والے ملعون جہم بن صفوان اور اس فرقہ کے کفریہ عقائد کے رد میں امام ابو حنیفہ اور دیگر ائمہ اہلسنت
بر سر پیکار رہے. لیکن دیوبندی اکابر اشرف علی تھانوی اسے اسلام سے منسوب کرتے ہیں اور اس بات کا بھی اعتراف کرتا ہے کہ سلف صالحین کا عقیدہ جہمیہ سے مخالف تھا اور وہ اللہ کی صفات کو ظاہر میں مانتے تھے.

اشرف علی تھانوی کا قول ان کی تقریر ترمذی میں یوں مزکور ہے. بیان کرتے ہیں:

"بہت سے اہل علم یہ فرماتے ہیں کہ (اللہ کی صفات کی) حدیثیں اپنے ظاہر پر رکھی جائیں یعنی یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بھی ہیں اور پیر بھی اور آنکھ بھی اور کان سب چیزیں ہیں مگر ہم ان کی کیفیات سے آگاہ نہیں ہیں جیسا وہ خدائے بے مثل ہے اور جیسا اس کی ذات کا کما حقہ ادراک نہیں ہو سکتا ایسے ہی اس کے صفات کا ادراک بھی محال ہے اور سلف صالحین و علماء متقدمین (یعنی امام ابو حنیفہ 'امام مالک 'امام احمد بن حنبل 'امام شافعی) کا یہی مذہب تھا اور جہمیہ جو ایک فرقہ اسلامیہ ہے وہ ان امور میں تاویل کرتے ہیں۔ مثلا ید اللہ فوق ایدیھم میں ید سے مراد قوت کہتے ہیں۔

اور متاخرین (احناف یا دیوبند) نے ان مبتدعین (جہمیہ) کے مذہب کو اختیار کیا ہے ایک خاص ضرورت سے اور وہ یہ ہے کہ نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہوتی تھی یعنی جیسا کہ وہ قائل ہیں کہ تین بھی خدا ہیں اور ایک بھی ہے مگر سمجھ نہیں آسکتا ہے ایسے اہل السلام کے یہاں بھی ان امور کے باب میں گفتگو تھی تو گویا اس اعتراض صوری کے رفع کرنے کو یہ طریق اختیار کیا گیا۔" (تقریر ترمذی از محمد اشرف علی تھانوی 'ص: ۱۸۹)

دیوبند کی عقیدہ کی کتاب 'المہند علی المفند' میں بھی اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ اس مسئلہ میں متقدمین ائمہ اہلسنت امام ابو حنیفہ و امام یوسف وغیرہ سے متاخرین ائمہ احناف مختلف عقیدہ رکھتے ہیں.

'المہند المفند' میں مز کور ہے:

" اس قسم کی (اللہ کی صفات کی) آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت سے بحث نہیں کرتے یقین جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالٰی مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص و حدوث کی علامات سے مبرا ہے جیسا کہ ہمارے متقدمین (امام ابو حنیفہ وغیرہ) کی رائے ہے.

اور ہمارے متاخرین اماموں (امام ابوالحسن اشعری و ابو منصور ماتریدی) نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت شرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں کہ کم فہم جان لیں کہ ممکن ہے کہ استواء سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق ہے۔ البتہ جہت و مکان کا اللہ تعالٰی کیلئے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور جملہ علامات حدوث سے منزہ و عالی ہے۔" (المہند علی المفند ص: ۳۸-۳۹)

متاخرین احناف و دیوبند اللہ کی ان صفات کو اہمیت نہیں دیتا جبکہ یہی مسئلہ جو قرون اولٰی سے اہلسنت اور اہل بدعت کے درمیان فرق کرتا تھا. تمام صحاح ستہ میں محدثین نے اللہ کی صفات نہ ماننے والے جہمیہ کے رد میں باقاعدہ ابواب اور احادیث قلمبند کی ہیں.

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جو شخص یہ کہے کہ میں اپنے رب کے بارے میں نہیں جانتا کہ وہ آسمان میں ہے یا زمین میں اس نے کفر کیا' اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ کہے کہ وہ عرش پر ہے لیکن میں نہیں جانتا عرش آسمان میں ہے یا زمین میں." (الفقہ الاکبر: ۳۰۱)

عقیدہ طحاویہ کے شارح امام ابن عز حنفی رحمہ اللہ نے بھی اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہ کے مسلک کو اختیار کیا ہے جبکہ ابن عبد السلام حنفی اس مسئلہ کے قائل (یعنی سلف و امام ابو حنیفہ) کو باطل فرقہ مشبہ قرار دیتے ہیں.

مُلا علي القاري نے اپنی 'شرح الفقہ الأکبر' میں امام ابن عبد السلام کی کتاب حل الرموز کا یہ قول نقل کیا ھے کہ: "امام ابو حنیفہ کی الفقہ الاکبر کے اس قول 'جو یہ کہے کہ میں نہیں جانتا میرا رب آسمان میں ھے یا زمین میں ھے تو اس شخص نے کفر کیا.' اس قول سے یہ وہم ھوتا ھے کہ اللہ تعالی کے لیے مکان ثابت ھے اور جو یہ وہم کرے کہ اللہ تعالی کے لیئے مکان ثابت ھے تو وہ (باطل فرقہ) مشبہ ھے."

مُلا علي القاري نے اس کلام کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ھیں کہ اس میں شک نہیں کہ ابن عبد السلام بہت بڑے اور ثقہ علماء میں سے ھیں لہذا انھوں نے جو جواب دیا ھے اس پر اعتماد ضروری ھے اور جو بات شارح الطحاوی (ابن ابی عز) نے نقل کی ھے اس پر کوئی اعتماد نہ کرنا چاہیئے. جب کہ ابو مطیع محدثین کے نزدیک وضع ہے اور اس بات کی تصریح ایک زیادہ نے کی ھے." (شرح عقیدہ الفقہ الاکبر از ملا علی قاری)

متاخرین احناف اللہ کے آسمان پر اور عرش پر ہونے کا اس لیے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کو عرش اور آسمان پر ماننے سے اس کا مکان اور جہت ثابت ہوتی ہے 'اور بعض تو اس میں اس قدر متشدد ہیں کہ وہ اللہ کا عرش ماننے والے کو اس کا مکان ثابت کرنے کی وجہ سے کفر پر گردانتے ہیں بعض احناف امام ابو حنیفہ کی فقہ اکبر کی اوپر مذکورہ روایت پر جرح کرتے ہیں اور بعض اس کی عجب تاویل کرتے ہیں جو سمجھ سے بالاتر ہے.

امام بیاضی الحنفی نے امام ابو حنیفہ کے فقہ الاکبر کے قول پر کہتے ہیں:

"دراصل اس دوسری بات کا مرجع بھی پہلی بات کی طرف ہے کیونکہ جب وہ اللہ کو عرش پر مان کر کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ عرش آسمان پر ہے یا زمین پر تو اس کا بھی وہی مطلب ہوا جو پہلی عبارت کا ہے کہ اللہ آسمان پر ہے یا زمین پر تب ایسے شخص نے اللہ کے لیے مکان کا عقیدہ رکھا اور اللہ کو مکان سے پاک قرار نہیں دیا. [انتهى]

متاخرین احناف امام ابو حنیفہ اور امام طحاوی حنفی کے ان اقوال سے جو ہم آگے ذکر کر رہے ہیں اللہ کے مکان کی نفی کرتے ہوئے سمجھتے ہیں کہ اس لیے ضروری ہے کہ اللہ کی صفات کو نہ مانتے ہوئے ان کی تاویل کی جائے.

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب تم سے کوئی پوچھے کہ اللہ (کی ذات) کہاں ہے تو اسے کہو کہ اللہ وہیں ہے جہاں مخلوق کی تخلیق سے پہلے تھا جب کوئی مکان نہیں تھا صرف اللہ موجود تھا۔ اور وہی اس وقت موجود تھا جب مکان مخلوق نام کی کوئی شے ہی نہیں تھی''۔(الفقہ الأکبر 'ص: ١٦٦)

امام الطحاوي الحنفي فرماتے ہیں

"اللہ تعالی مکان وجہت وحدود سے پاک ہے۔"

(متن عقیدہ طحاویہ' ص:١٥)

نیز امام الطحاویؒ الحنفی رحمہُ اللہ فرماتے هیں.

"اللہ تعالی بلند و برتر ھے حدود وغایات سے اور ارکان واعضاء وادوات سے، چھ جِھات اللہ تعالی کو حاوی نہیں ہیں دیگر تمام مخلوقات کی طرح."(عقیدہ طحاویہ)

امام ابو حنیفہ یاامام طحاوی کے ان اقوال یعنی مکان یا جسم کی نفی سے مراد حد والے مکان یا مخلوق جیسے جسم یا اعضاء کی نفی ہے. لیکن اگر امام طحاوی اس سے مراد اللہ کے نفس' یاہاتھ یا عرش وغیرہ کے مخلوق سے بلا تمثیل اس کے شان کے لائق ماننے کی نفی کر رہے تو یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک نہیں. امام ابو حنیفہ 'الفقہ الاکبر' میں اللہ کے نفس' عرش اور اس کی صفات کو بغیر تاویل کے مانتے ہیں. اور دیگر متقدمین ائمہ اہلسنت بھی اللہ کی ان تمام صفات کو مانتے ہیں اور ان کی تاویل وانکار نہیں کرتے.

احناف اپنے حق میں متاخرین علماء کے بے شمار اقوال پیش کرتے ہیں کہ جن میں اللہ کے مکان کی نفی کی وجہ سے اللہ کی صفات کی تاویل کی جاتی ہے. اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوقات میں سے کوئی چیز نہیں گھیر سکتی بلکہ وہ ہر چیز پر محیط ہے اور اس سے اوپر ہے. لیکن اشاعرہ اور ان کے موافقین کی خطا کا سبب یہ ہے کہ وہ سمجھنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت علو (بلندی)' عرش اور آسمان پر ثابت کرنے سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ مخلوق کی جہات ومکان میں گھرا ہوا ہے. چنانچہ انھوں ان صفات کو اپنے حقیقی معنی سے پھیر دیا. وہ اپنے گمان کے مطابق نصوص کے تعارض کو دور کر رہے ہیں. لیکن اس دوران وہ ایک زبردست غلطی کر گئے یعنی اللہ کے لیے ثابت ایسی چیز کا انکار وتاویل کر بیٹھے جو سنت رسول اور متقدمین ائمہ سلف سے ثابت نہیں. اہلسنت متاخرین کی رائے کو متقدمین اہلسنت امام احمد بن حنبل' امام مالک' امام ابو حنیفہ وغیرہ کے اجماع پر مقدم نہیں کرتے. اگر متاخرین کی رائے کو درست مان لیا جائے تو متقدمین ائمہ اہلسنت گمراہ ٹھریں گے جو اللہ کی صفات کو تاویل کے بغیر اس کی بے مثل ذات کے لائق سمجھتے ہیں. ہمارے پاس اس مسئلہ میں سب سے بڑی دلیل متقدمین ائمہ اہلسنت امام مالک' امام احمد' امام ابو حنیفہ وغیرہ کا اس مسئلہ میں اجماع ہے. جبکہ متاخرین اس مسئلہ میں متقدمین ائمہ اہلسنت سے کوئی دلیل پیش نہیں کرتے.

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی عرش پر مُستوی ہوا لیکن وہ عرش کا محتاج نہیں."

(کتاب الوصیۃ' ص: ۸۷ :سند صحیح) وملا علي القاري

في شرح الفقہ الاکبر (ص/ 75) عند شرح قول الامام: ولكن يده صفته بلا كيف)

" ایک عورت نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے پوچھا کہ جس رب کی آپ عبادت کرتے ہیں وہ کہاں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ " اللہ سبحانہ وتعالی زمین میں نہیں آسمان میں ہے۔ اس پر ان سے ایک آدمی نے کہا تو اللہ کا یہ قول ہے کہ " وهو معكم " "وہ تمہارے ساتھ ہے"۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسے ہی ہے جیسے کہ تم تم کسی آدمی کو لکھتے ہو کہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، حالانکہ تم اس سے غائب ہوتے ہو۔" (الفقہ الابساط ص: ۲۶، مجموع الفتاوی

(48/5)،ابن القیم نے اجتماع الجیوش الاسلامیہ ص 139 میں، ذہبی نے العلوص 101، 102 میں، ابن قدامہ نے العلوص 116 میں، ابن ابی العز نے الطحاویہ ص 301 میں نقل کیا ہے۔)

" امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے کہا کہ بیشک اللہ سبحانہ وتعالی زمین میں نہیں، آسمان میں ہے اس پر ان سے ایک آدمی نے کہا کہ تو اللہ تعالی کا جو یہ قول ہے کہ "وھو معکم" "اور وہ تمہارے ساتھ ہے"۔۔تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسے ہی ہے جیسے کہ تم تم کسی آدمی کو لکھتے ہو کہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، حالانکہ تم اس سے غائب ہوتے ہو۔"(کتاب الاسماء وصفات ص:۴۲۶)

امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں.

"وہ سنت جس پر میں ہوں اور جس پر میں نے اپنے اصحاب الحدیث کو دیکھا ہے، جنہیں کہ میں نے دیکھا اور جن سے علم حاصل کیا، جیسے سفیان ثوری رحمۃ اللہ اور مالک وغیرہ۔اس سنت کے بارے میں قول یہ ہے کہ لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار ہو، اور اس بات کا اقرار ہو کہ اللہ اپنے عرش پر اپنے آسمان میں ہے، اپنی مخلوق سے جیسے چاہتا ہے قریب ہوتا ہے (اللہ اپنے علم اور قدرت میں زمین کی ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے)، اور یہ کہ اللہ آسمان دنیا کی طرف جیسے چاہتا ہے اترتا ہے. (جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ عزوجل آسمان دنیا سے کبھی نیچے نہیں اترتا)."(الجیوش الاسلامیہ از ابن قیم ،کتاب عقیدہ آئمہ اربعہ مؤلف شیخ الخمیس)

ابو نعیم نے جعفر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہا کہ ہم لوگ امام مالک بن انس کے پاس تھے کہ ایک آدمی نے آکر کہا: اے ابو عبداللہ (الرحمن علی العرش استوی) (رحمن عرش پر مستوی ہوا) کیسے مستوی ہوا؟ تو مالک کو کسی بات پر اتنا غصہ نہیں آیا جتنا اس کے اس سوال سے آیا۔انہوں نے زمین کی طرف دیکھا اور ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے کریدنے لگے، یہاں تک کہ ان پسینہ چھا گیا، پھر سر اٹھایا، لکڑی پھینک دی اور فرمایا: اس کی کیفیت سمجھ سے بالا ہے، اس کا استوا مجہول نہیں ہے، اس پر ایمان لانا واجب ہے، اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے، اور تمہیں صاحب بدعت سمجھتا ہوں، اس کے متعلق حکم دیا اور وہ نکال دیا گیا۔"

(حلیہ (325/2) اسے لالکائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ (249/1) میں ابو محمد یحیی بن خلف عن مالک کے طریق سے روایت کیا ہے اور قاضی عیاض نے ترتیب المدارک (44/2) میں ذکر کیا ہے۔)

ابو دواؤد نے عبداللہ بن نافع سے روایت کی کہ مالک رحمۃ اللہ نے کہا کہ

" اللہ آسمان میں ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے۔"

(اسے ابوداؤد نے مسائل الامام احمد ص 263 میں روایت کیاہے اور عبداللہ بن احمد میں السنۃ ص 11 میں، طبعہ قدیمہ میں، ابن عبدالبر نے التمہید 138/7 میں روایت کیاہے۔)

متاخرین احناف اللہ کی آسمان کی طرف جہت کو گمراہی سمجھتے ہیں تو کیا یہ تمام ائمہ اہلسنت جو اللہ کو آسمان کی طرف جہت اور عرش پر اسی کے شان کے لائق سمجھتے ہیں گمراہی کے مرتکب ہیں. جبکہ در حقیقت یہ خود گمراہ ہیں اور اہلسنت کے اجماع پر عمل نہیں کرتے.

متاخرین احناف اللہ کو آسمان پر نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اللہ لامکاں ہے. اللہ تعالی کے لیے جہت ثابت نہ کرنے کا معنی ہے کہ اللہ تعالی نہ مشرق میں ہے نہ مغرب میں, نہ شمال میں, نہ جنوب میں, نہ اوپر اور نہ ہی نیچے! جو کسی بھی جہت میں نہ ہو تو یقیناوہ ہوتا ہی نہیں ہے!!! ۔یعنی اس عقیدہ کے مطابق اللہ تعالی ہے ہی نہیں!!! (والعیاذ باللہ....)

اور اسی بد عقیدہ کو وہ دوسرے لفظوں میں یوں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالی آسمان میں نہیں بلکہ موجود ہر جگہ بلا مکاں ہے.

مفتی محمد حسن گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:

"خدا ہر جگہ موجود ہے۔" (ملفوظات فقیہ الامت، ج:2،

ص:14)

حماد بن زیدؒ حَدَّثَنَا عَبْد اللَّهِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ وَذَكَرَ الْجَهْمِيَّةَ فَقَالَ إِنَّمَا يُحَاوِلُونَ أَنْ لَيْسَ فِي السَّمَاءِ شَيْءٌ(مسند الإمام أحمد بن حنبل (ج۴۵/ص۵۶۷): صحیح)

''سلیمانؒ فرماتے ہیں حماد بن زیدؒ (محدث وفقیہ) نے ایک مرتبہ فرقہ جہمیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ آپس میں یہ باتیں کرتے ہیں کہ آسمان میں کچھ نہیں ہے."

جہمیہ کے اس عقیدے کو بعد میں معتزلہ نے اور شدت سے اپنایا. اور انھوں نے اسی بنیاد پر اللہ کے کلام اور صفت قرآن کا بھی انکار کر دیا'ان کے نزدیک توحید تنزیہ ہے.

تنزیہ کا مطلب ہے کہ اللہ رب العزت کی ذات کو صفات، تجسیم، جہت وعدم جہت سے ماورا جانا جائے۔

حافظ ابن الجوزی فرماتے ہیں: "کہ (جہمیہ کے فرقے) معتزلہ نے باری تعالی کو ہر جگہ (موجود) قرار دیا ہے."(تلبیس ابلیس ص:۳۸)

متاخرین احناف اللہ تعالی کو آسمان پر عرش پر ماننے کو گمراہی کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے اللہ کا جسم 'جہت اور مکان محدود ثابت ہوتا ہے.

جبکہ ائمہ اہلسنت نے اس بات کا رد کیا ہے کہ اللہ کو آسمان پر ماننے سے کوئی اللہ کا مخلوق جیسا جسم یا حد مکان بنتی ہے.

امام احمد بن حنبل اس ضمن میں فرماتے ہیں:

" ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ عرش (اور آسمان) پر ہے جیسے اس نے چاہا اور جس طرح چاہا، بغیر کسی حد (اور تشبیہ و تجسیم کے) اور بغیر ایسی صفت کے جہاں کوئی بیان کرنے والا پہنچ سکتا ہے یا کوئی حد مقرر کرنے والا حد مقرر کر سکتا ہے، پس اللہ عزوجل کی صفات اسی سے ہیں اور اسی کے لیے ہیں، اور وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے اپنے آپ کو متصف کیا ہے، اس کو نگاہیں نہیں پا سکتیں." (کتاب درء ابن تیمیہ 'الرد علی الجہمیہ: ۱۰۴)

متاخرین احناف اللہ کی جہت فوق اور آسمان کی طرف ماننے کو گمراہی کہتے ہیں. جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کو مومن قرار دیتے ہیں.

صحیح مسلم میں معاویہ بن الحکم السلمی کی وہ روایت جس میں انہوں نے رسول اللہ سے اپنی لونڈی کو آزاد کرنے کا پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔ آپ ﷺ نے اس لونڈی سے پوچھا کہ "اللہ کہاں ہے؟ "تو اس نے کہا کہ آسمان پر۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ "مین کون ہوں" تو اس نے کہا کہ اللہ کے رسول۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا۔ اسے آزاد کردو۔ بے شک یہ مومنہ ہے۔ (صحیح مسلم)

شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں:

" اور یوں کہنا جائز نہیں کہ وہ (اللہ تعالی) ہر مکان میں ہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ آسمان میں عرش پر ہے. "(غنیۃ الطالبین: ۱/۱۰۰)

شیخ ابن باز فرماتے ہیں:

"ان میں (محدثین و آئمہ عظام) میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالی آسمان میں نہیں ھے یا یہ کہ وہ عرش پر نہیں ہے اور نہ کسی نے یہ کہا کہ وہ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے اور اس کی نسبت سے تمام جگہیں برابر ہیں "

(مقالات و فتاوی، ص: ۱۳۲)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بہت سے پیروکار عقائد میں اشعری اور ماتریدی مذہب سے تعلق رکھتے تھے، جسکی وجہ سے حنفی مذہب میں سلف صالحین کے عقیدہ کی مخالفت آ گئی، بلکہ خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا عقیدہ انکے مخالف ہے، اسی لئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جانب منسوب بہت سی باتیں ثابت نہیں ہوتیں، بلکہ یہ انکے ماننے والوں کی بات ہوتی ہے جو اپنے تئیں انکے مذہب کی جانب نسبت رکھتے ہیں۔

امام ابن ابی العزالحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"واضح ہے کہ یہ مخالفات ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہیں، بلکہ یہ انکے شاگردوں کی جانب سے ہے، کیونکہ ان میں اکثر قابل اعتبار درجہ سے گری ہوئی ہیں جنہیں ابو حنیفہ رحمہ اللہ نہیں پسند کرتے" (شرح عقیدہ طحاویہ 'ص: ۲۲۶)

شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

"امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے لکھا جانے والا رسالہ ہو سکتا ہے اسکا کچھ حصہ انہوں نے خود لکھوایا ہو، اور پھر اسے انکے کسی شاگرد نے لے لیا ہو، جسکا نام 'الفقہ الاکبر' ہے اس رسالے میں سے کچھ عبارتیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ حمویہ میں نقل کر چکے ہیں، ایسے ہی ابن ابی العز طحاویہ کی شرح میں۔ لیکن لگتا ہے کہ صحیح عقیدہ سے منحرف کچھ متاخرین کی جانب سے اس میں تبدیلی کی گئی ہے، اور بہت سی تاویلیں اس میں شامل کر دی گئیں، کچھ نے اسکی شرح اشعری مذہب کے مطابق بھی کی ہے، اور کچھ نے منکرینِ صفات کے مذہب پر اسکی شرح کرتے ہوئے سلف کے عقیدہ کا انکار کر دیا، اس میں کوئی شک نہیں کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ایسے اساتذہ سے علم حاصل کیا جو تاویل، تحریفِ صفات وغیرہ کے قائل تھے۔ "(فتاوی الشیخ ابن جبرین:63/14)

ہمیں دیوبند کے اسماء صفات میں عقیدے کی تحقیق کے بعد علماء دیوبند میں سے مولانا ادریس کاندھلوی صاحب کے متعلق معلوم ہوا کہ انہوں نے اسماء وصفات میں اشاعرہ وماتریدیا اور جہمیہ و معتزلہ کی بجائے اہلسنت کا عقیدہ اپنایا ہے۔

مولانا ادریس کاندھلوی صاحب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اس قول:

کہ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں:

"اور اس کے لیے ہاتھ منہ اور نفس ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے لیکن ان کی کیفیت معلوم نہیں ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ید سے قدرت اور نعمت مراد ہے کیونکہ ایسا کہنے سے اس کی صفت کا ابطال لازم آتا ہے اور یہ منکرین تقدیر اور معتزلہ کا مذہب ہے، بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ ہاتھ اس کی مجہول الکیفیت صفت ہے۔")(البیان الازہر ترجمہ الفقہ الاکبر: ص ۳۲)

مولانا ادریس کاندھلوی صاحب امام ابو حنیفہ کی فقہ اکبر کے اس قول کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"قرآن کریم میں اللہ تعالٰی نے وجہ 'ید' نفس اور عین کا ذکر کیا ہے وہ سب اللہ کی صفات ہیں. یہ نہ کہنا چاہیے کہ ید سے اللہ کی نعمت یا قدرت مراد ہے 'اس لیے کہ اس طور سے اللہ کی صفات باطل کرنا لازم آتا ہے اور یہ قول معتزلہ کا ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ید اللہ تعالٰی کی ایک صفت جو کم و کیف سے پاک و منزہ ہے."(عقائد اسلام:۷۸)

اور دیوبند کے مفتی شفیع صاحب نے اللہ کے عرش کی صفت کو تو مانا ہے لیکن اللہ کی دیگر صفات ید اور عین وغیرہ میں اشاعرہ و ماتردیا کی پیروی کی ہے.

مفتی شفیع صاحب اپنی تفسیر معارف القرآن میں الرَّحْمٰنُ عَلَى العَرْشِ اسْتَوٰى کے تحت بیان کرتے ہیں:

"استواء علی العرش کے متعلق صحیح بے غبار وہ ہی بات ہے جو جمہور سلف صالحین سے منقول ہے کہ اس کی حقیقت و کیفیت کسی کو معلوم نہیں متشابہات میں سے ہے، عقیدہ اتنار کھنا ہے کہ استواء علی العرش حق ہے اس کی کیفیت اللہ جل شانہ کی شان کے مطابق ہوگی جس کا ادراک دنیا میں کسی کو نہیں ہو سکتا۔" (معارف القرآن:٦/٦٥)

باب: سوم

دیوبند میں وحدت الوجود وحلول کے عقائد کے حامل غالی صوفیاء (اتحادیہ ووجودیہ) کے عقائد

وحدت الوجود وحلول کے صوفیانہ عقائد صحابہ کرام وائمہ اہلسنت وسلف کے ادوار میں نہیں پائے گئے. ان ادوار میں تقویٰ وعبادات گزار شخص کو عابد وزاہد کہاجاتا تھا. لیکن تیسری صدی ہجری میں عابدوں کے ایک گروہ منصور حلاج وغیرہ نے فلسفہ سے متاثر ہو کر وحدت الوجود اور حلول کے کفریہ عقائد اختیار کیے. ان تمام عقائد کو ابن عربی نے اپنی کتاب فصوص الحکم میں منظبط کر کے پیش کیا.

وحدت الوجود کا مطلب یہ ھے کہ کہ تمام موجودات کو حقیقت میں اللہ تعالی کا وجود خیال کرنااور وجود ماسوی کو محض اعتباری سمجھنا.

وحدۃالوجوداور حلول کے عقائد سے ہی شیطان نے یہودیت عیسائیت اور تمام باطل مزاہب میں شرک کو رائج کیا ہے. اور امت محمدیہ میں اس نے اس کو رائج ان گمراہ صوفیوں کے ذریعے کیا ہے.

منصور حلاج اس کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے:

"مقام مقربین تک پہنچنے کے بعد اس (انسان) میں بشریت کا شائبہ تک نہیں رہتا تو وہ اللہ پاک میں تحلیل ہو جاتا ہے." (التاریخ التصوف اسلام: ۲۴۲)

حلاج کے درج ذیل اشعار کا ترجمہ ملاحظہ کریں:

"پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے ناسوت (یعنی حسین بن منصور حلاج) کو اپنے لاہوت ثاقب کی چمک کا راز بنا کر ظاہر کیا، پھر وہ اپنی مخلوق میں ایک کھانے اور پینے والے کی صورت میں ظاہر ہوا." (تاریخ بغداد اللخطیب بغدادی: ۸-۱۲۹)

منصور حلاج کو یہ بھی خوب معلوم تھا کہ اس کا یہ عقیدہ مسلمانوں کے متفقہ عقیدہ کے سراسر خلاف ہے. اس سلسلہ میں اس کے اپنے اشعار ملاحظہ کریں.

"اللہ کے بارے میں لوگوں کے بہت سے عقیدے ہیں اور میں ان سب عقیدوں پر عقیدہ رکھتا ہوں. میں اللہ کے دین سے کفر کرتا ہوں اور یہ کفر میرے لیے واجب ہے اور جب کہ تمام مسلمانوں کے نزدیک براہے." (شریعت وطریقت)

ابن عربی نے حلاج کا ایک خط نقل کیا ہے جس کو اس نے اپنے ایک شاگرد کے نام لکھا ہے. جو اس طرح شروع ہوتا ہے.

"اے میرے لڑکے! تجھ پر سلامتی ہو خدا تجھ سے ظاہری شریعت کو چھپائے اور تجھ پر کفر کی حقیقت کھولے کیونکہ شریعت کا ظاہر شرک خفی ہے اور کفر کی حقیقت معرفت جلیہ ہے امابعد..."(رسائل ابن عربی'مطبوعہ حیدر آباد جزاول'رسالہ امام رازی ص:۱۳)

حسین بن منصور حلاج نے اپنے متعلق دین سے ارتداد و کفر کا فتویٰ تو خود ہی لگا دیا. حلاج کے دور میں اور بہت سے صوفیاء حلول کا عقیدہ رکھتے تھے مگر اسے چھپائے رکھتے. اس عقیدے کو شہرت دوام حلاج سے ہی ہوئی اس کا دعوی یہ تھا کہ خدا اس میں حلول کر گیا ہے اس وجہ سے وہ انا الحق کا نعرہ لگایا کرتا. سمجھانے کے باوجود جب وہ اس پر مصر رہا تو خلیفہ المقتدر(۳۰۹ہجری) کے زمانے میں اس کا معاملہ علماء اور قاضیوں کے سامنے پیش ہوا. تو علماء نے اس پر حد قتل کا فیصلہ کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ثبوت کافی نہیں. پھر حامد بن عباس نے علماء کے سامنے اس کی ایک کتاب پیش کی جس میں لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص حج نہ کر سکے تو ایک صاف ستھری کوٹھری کو لیپ پوت کر حج کے ارکان اس کے سامنے ادا کرے. تو اس کو حج کا ثواب مل جائے گا. حامد بن عباس نے جب یہ فقرے قاضی القضاء کو سنائے تو اس نے حلاج سے پوچھا اس کا ماخذ کیا ہے. حلاج نے حسن بصری کی کتاب 'الا اخلاص کتاب السنہ' کا حوالہ دیا. حلاج کی یہ واضح کذب بیانی سن کر قاضی القضاہ غضب ناک ہو گیا. اور حلاج کے قتل پر دستخط کر دیے.

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حلاج فنا میں ڈوب گیا اور باطنی حقیقت سے معذور تھا' مگر ظاہری طور پر اس کا قتل واجب تھا اور کچھ دوسرے(صوفیاء) اسے شہید' فنا فی اللہ' موحد اور محقق کہتے ہیں. یہ لوگ شریعت کی پرواہ نہیں کرتے... پھر آگے لکھتے ہیں؛ حلاج اپنے کفر کی وجہ سے قتل کیا گیا' وہ قرآن کا معارضہ کرتا تھا. اس کا یہ بھی خیال تھا کہ اگر کسی کا حج فوت ہو جائے تو اپنے ہاں کعبہ بنا کر اس کا طواف کر سکتا ہے."(مجموعہ الرسائل الکبریٰ:۲-۹۷ '۹۹)

منصور حلاج کے عقیدے وحدت الوجود کو بعد ازاں ابن عربی نے منظبط کر کے پیش کیا.

محی الدین ابن عربی اپنی کتاب "فصوص الحکم" میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے:

"وجود حقیقی دراصل ایک ہے اور اس کے سوا جو وجود بھی نظر آتا ہے وہ باعتبار ظاہر جداگانہ وجود معلوم ہوتا ہے لیکن باعتبار باطن وجود حقیقی ہی کی ایک نمود ہے' اس کے بالمقابل کیا ہے کچھ نہیں' جو ہے وہ اسی وجود کی ایک صورت اور اس کا تعین ہے."(فصوص الحکم:۴۸)

نیز لکھتا ہے:

(وجود ایک ہی حقیقت ہے 'اس لیے ذات باری کے سوا کچھ باقی نہ رہا' چنانچہ کوئی ملا ہوا ہے نہ کوئی جدا ہے' یہاں ایک ہی ذات ہے جو عین وجود ہے. "(فصوص الحکم: ۱۳۰)

ابن عربی نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ کے پہلے صفحہ پر لکھا ہے:

"رب بندہ ہے اور بندہ رب ہے میں نہیں جانتا کہ ان میں احکام شرعیہ کا مکلف کون ہے اگر میں یہ کہوں کہ بندہ ہے تو وہ خود ہی حق تعالیٰ ہے اور اگر کہوں رب ہے تو وہ کیسے مکلف ہو سکتا ہے. "(فتوحات مکیہ: ۱)

ابن عربی سورۃ الفاتحہ کی تفسیر میں لکھتا ہے:

"الحمد للہ پس اللہ تعالیٰ ہی کے لیے مطلقاً حمد و ثنا ہے 'اور تفصیل میں جائیں تو وہ حامد (حمد کرنے والا) اور وہی محمود (جس کی حمد کی جائے) اور ابتداء و انتہا کے اعتبار سے وہی عابد (عبادت گزار) اور معبود (جس کی عبادت کی جائے) ہے. "(تفسیر الشیخ الاکبر: ۳)

اتحاد و حلول کے عقیدے کے حامل کچھ دوسرے صوفیاء کے اقوال ملاحظہ کریں.

ذالنون مصری نے کہا:

"اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہوئے انسان پر ایسا وقت بھی آتا ہے جب وہ اس سے متحد ہو جاتا ہے. "(التاریخ التصوف الاسلام: ۲۱۲)

بایزید بسطامی کا کہنا ہے:

"میں نے بہت سے مقامات کا مشاہدہ کیا لیکن جب غور سے دیکھا تو خود کو اللہ کے مقام پر پایا. "(تذکرۃ الاولیاء: ۸۳)

نیز کہا:

"جب میں واصل حق ہوا تو خانہ کعبہ میرا طواف کرنے لگا... جب میں سانپ کی کینچلی کی طرح بایزیدیت سے باہر نکلا تو دیکھا کہ عاشق و معشوق دونوں ایک ہیں. "(تذکرۃ الاولیاء: ۱۰۲)

ابو بکر شبلی نے کہا:

"قم باذنی اور قم باذن اللہ 'میرے حکم سے اٹھ اور اللہ کے حکم سے اٹھ باعتبار مفہوم ایک ہو گئے. "(تذکرۃ الاولیاء: ۳۲۰)

وفات کے وقت جب انھیں لاالہ الااللہ کاورد کرنے کی ترغیب دی گئی تو کہنے لگے "جب غیر اللہ کاوجود ہی نہیں تو نفی کس کی کروں۔"(تذکرۃ الاولیاء:۳۲۲)

حسین بن منصور حلاج نے کہا:

"میرے اور تیرے درمیان صرف ایک 'میں' ہے جو میرے لیے باعث عذاب ہے 'مجھ پر رحم کر اور اس 'میں' کو درمیان سے اٹھالے 'میں وہ ہوں جس سے میں محبت کرتاہوں۔"(لیگیسی آف اسلام:۳۱۸)

علماء اہلسنت اتحاد وحلول کاعقیدہ رکھنے والے صوفیاء کے کفر وارتداد کی تصریح کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''والناس مختلفون فیہ، وأکثرھم علی أنہ زندیق ضال ''لوگوں کا اس (حسین بن منصور الحلاج) کے بارے میں اختلاف ہے، اکثریت کے نزدیک وہ زندیق گمراہ ہے۔ " (لسان المیزان ج۲ص ۳۱۴والنسخۃالمحققۃ۲/۵۸۲)

نیز حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے اپنے استاذ امام شیخ الاسلام سراج الدین البلقینی رحمہ اللہ سے ابن عربی کے بارے میں پوچھاتوانہوں نے فوراً جواب دیا کہ وہ کافر ہے۔(لسان المیزان:۶-۳۱۹)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اس (حسین بن منصور) کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے ''القاطع المحال اللجاج القاطع بمحال الحلاج''(المنتظم ۱۳/۲۰۴)

ابن جوزی فرماتے ہیں: ''أنہ کان مُمَخْرِقاً ''بے شک وہ جھوٹا باطل پرست تھا۔" (ایضاً۱۳/۲۰۶)

قاضی تقی الدین سبکی الشافعی رحمہ اللہ نے شرح المنہاج کے باب الوحی میں ابن عربی اور متاخرین صوفیاء کو گمراہ 'جاہل اور اسلام سے خارج قرار دیاہے۔(تنبیہ الغبی:۱۴۳)

حافظ ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ابن عربی کی کتاب جس کا نام فصوص الحکم ہے اس میں بہت سی چیزیں جن کا ظاہر کفر صریح ہے۔"(البدایہ والنہایہ:۱۳-۱۶۷)

شمس الدین محمد الغیزری الشافعی رحمہ اللہ نے ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم کے بارے میں فرمایا:

"علماء نے کہا ہے کہ اس کتاب میں سارے کا سارا کفر ہے کیونکہ یہ الحاد کے عقیدے پر مشتمل ہے۔"(تنبیہ الغبی: ۱۵۲)

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ابن عربی نے وحدت الوجود والوں کے تصوف کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے اور اس کی تصانیف میں سے سب سے گھٹیا تصنیف الفصوص ہے اگر اس میں کفر نہیں تو دنیا میں کہیں کفر ہے ہی نہیں۔"(سیر اعلام النبلاء: ۲۳-۴۸)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"پھر اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ جس کسی نے ابن عربی کے عقیدے کے درست ہونے کا عقیدہ رکھا تو ایسا آدمی بغیر کسی اختلاف کے بالا اجماع کافر ہے۔ اختلاف اور کلام صرف اسی وقت ہے جب وہ اپنے کلام کی ایسی تاویل کرتا ہو جو اس کے مقصد کے اچھا ہونے کا تقاضہ کرتی ہو۔"(اہلسنت کا منہج تعامل)

نیز ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ نے وحدۃ الوجود کے رد میں ایک کتاب تحریر فرمائی ہے جس کا نام 'الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود' ہے۔ اس میں لکھتے ہیں:

"پھر اگر تم سچے مسلمان اور پکے مومن ہو تو ابن عربی کی جماعت کے کفر میں شک نہ کرو اور اس گمراہ قوم اور بے وقوف گروہ کی گمراہی میں توقف نہ کرو' پھر اگر تم پوچھو: کیا انھیں سلام کہنے میں ابتدا کی جاسکتی ہے؟ میں کہتا ہوں: نہیں اور نہ ان کے سلام کا جواب دیا جائے بلکہ انہیں وعلیکم کا لفظ بھی نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ یہودیوں اور نصرانیوں سے زیادہ برے ہیں اور ان کا حکم مرتدین کا حکم ہے...ان لوگوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو جلانا واجب ہے اور ہر آدمی کو چاہیے کہ ان کی فرقہ پرستی اور نفاق کو لوگوں کے سامنے بیان کرے کیونکہ علماء کا سکوت اور بعض راویوں کا اختلاف اس فتنے اور تمام مصیبت کا سبب بنا ہے۔"(الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود: ۱۵۵-۱۵۶)

یہ بات یاد رہے کہ وحدت الوجود کی اصطلاح کی صوفیاء میں دو تعبیریں ہیں۔ ایک شرکیہ جس کا تذکرہ ہم نے اوپر کیا ہے۔ اور دوسری تعبیر غیر شرکیہ ہے جس کا ہم آگے ذکر کریں گے۔

وحدت الوجود کی تعبیر جو شرکیہ ہے اس کے مطابق حقیقت میں مخلوق کا اللہ کی ذات میں شرک اور اتحاد کا عقیدہ رکھا جاتا ہے۔ یہ غالی صوفیہ ہیں جو زندیق اور کافر ہیں۔ اس شرکیہ وحدت الوجود کے عقیدے کے بانی منصور حلاج اور ابن عربی ہیں۔

دیوبند کے اکابرین وحدت الوجود کے شرکیہ عقیدے کے بانی ابن عربی اور منصور حلاج کو اپنا امام قرار دیتے ہیں۔

دیوبند کے عقیدہ کی متفقہ کتاب المہند علی المفند میں مذکور ہے:

"جیسا کہ ہمارے محقق علمائے کرام و سردار العلماء مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی' تقی الدین سبکی اور قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوہی نے اس موضوع پر جو تحقیق کی ہے۔"(المہند علی المفند:٦٨)

مشہور صوفی عالم امداد اللہ مہاجر مکی کہتے ہیں:

" نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃالوجود حق و صحیح ہے اس مسئلہ میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ فقیر و مشائخ فقیر اور جن لوگوں نے فقیر سے بیعت کی ہے سب کا اعتقاد یہی ہے۔" (شمائم امدادیہ ص32)

دیوبندی اکابر اشرف علی تھانوی عقیدہ وحدت الوجود کے امام حسین بن منصور حلاج کو ولی قرار دیتے ہیں۔ اور آپ نے اپنے بھتیجے ظفر احمد تھانوی سے 'سیرت منصور حلاج' پر کتاب بھی لکھوائی۔ اس کتاب میں مزکور ہے:

''(منصور حلاج) لوگوں کے اسرار بیان کردیتے، ان کے دِلوں کی باتیں بتلادیتے۔ اسی وجہ سے ان کو حلاج الاسرار کہنے، پھر حلاج لقب پڑ گیا۔''(سیرت منصور حلاج ص ۳۱)

دیوبند کے اکابر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی وحدت الوجود کے اپنے شرکیہ تصور کو یوں بیان کرتے ہیں:

'' اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اسی مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں۔ '' (کلیات امدادیہ/ضیاء القلوب ص ۳۵،۳۶)

حاجی امداد اللہ مزید لکھتے ہیں:''

اور اس کے بعد اس کو ہو ہو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جانا چاہیئے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے''(کلیات امدادیہ ص:۱۸) معاذ اللہ

. اور پھر اس وحدۃالوجود کے درجہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں 'مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان' اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔ اور

'سخر لکم مافي السماوات ومافي الأرض' کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر اس کا اثر ظاہر کر سکتا ہے چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے وہ مزین ہے۔"

(کلیات امدادیہ، ص:۳۶)

سورۃ الذاریات کي آیت نمبر ۲۱ کے ترجمے میں تحریف کرتے ہوئے امداد اللہ نے لکھا ھے:

"خدا تم میں سے ھے کیا تم نھیں دیکھتے ھو" (کلیات: ص 31)

مولانا رشید احمد گنگوھی دیوبندی نے اللہ تعالی کو مخاطب کر کے فرمایا:

"اور جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں اور خود شرک در شرک ہے"

(مکاتیب رشیدیہ ص 10، فضائل صدقات حصہ دوم ص: 556)

رشید احمد گنگوہی نے اللہ تعالی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا.

"یا اللہ معاف فرمانا کہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا ہے جھوٹا ہوں کچھ نہیں ہوں۔ تیرا ہی ظل ہے تیرا ہی وجود ہے، میں کیا ہوں، کچھ نھیں ہوں اور جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں اور تو خود شرک در شرک ہے. "استغفر اللہ" (مکاتیب رشیدیہ ص: ۱۰، فضائل صدقات حصہ دوم ص: ۵۵۶)

مولانا انور کشمیری دیوبندی نے اپنی کتاب فیض الباری شرح بخاری میں لکھا ہے:

"حدیث مبارک میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے میرا بندہ فرائض کی پابندی سے جو قرب حاصل کرتا ہے اس جیسا اور کوئی قرب نہیں' پھر میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرنے میں کوشاں رہتا ہے حتٰی کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو جب میں اسے پسند کر لیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے.

علمائے ظواہر نے اس حدیث کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ بندہ کے اعضاء جوارح اللہ کی رضا کے تابع ہو جاتے ہیں ان سے وہی حرکت ہوتی ہے جو اللہ کو پسند ہو اور اس کے تمام اعضاء کی انتہاء اور غایت ذات باری تعالٰی ہو تو یہ کہنا درست ہو گا کہ وہ بندہ سنتا ہے تو خدا کیلئے' گویا اللہ تعالٰی اس بندے کے کان اور آنکھیں بن گیا ہے. میں کہتا ہوں یہ معنٰی لینا حدیث کے الفاظ سے پھر جانا ہے حدیث میں صیغہ متکلم استعمال ہوا ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جو بندہ نوافل سے قرب الٰہی حاصل کر چکا ہو' جسم اور صورت کے بغیر اس کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی اور اس میں تصرف کرنے والا رب العالمین ہی ہے یہ

وہ مقام ہے جسے صوفیاء فنافی اللہ کہتے ہیں یعنی خواہشات کے دواعی سے وہ شخص نکل جاتا ہے. اور اس میں صرف اللہ کا تصرف رہ جاتا ہے. "(فیض الباری شرح بخاری بحوالہ دلائل السلوک ص: ۳۳)

نیز لکھتے ہیں:

"صوفیا نے فرمایا کہ قرب فرائض میں بندہ اعضائے خداتعالیٰ بنتا ہے اور قرب نوافل میں خداتعالیٰ اعضائے بندہ بن جاتا ہے. "(فیض الباری: ۴-۴۲۷ بحوالہ دلائل السلوک ص ۳۲)

ضامن علی جلال آبادی دیوبندی نے ایک زانیہ عورت کو کہا:

"بی بی تم شرماتی کیوں ہو؟ کرنے والا کون اور کرانے والا کون؟ وہ تو وہی ہے. "(تذکرۃ الرشید: ۲/۲۴۲)

اس ضامن علی کے بارے میں رشید احمد گنگوہی ہی نے مسکرا کر ارشاد فرمایا: "ضامن علی جلال آبادی تو توحید (وجودی) ہی میں غرق تھے" (ایضا ص: ۲۴۲)

یہ بھی یاد رہے کہ وحدت الوجود کا ایک غیر شرکیہ تصور ہے اس میں مخلوق کا اللہ کے ساتھ حقیقت میں اتحاد مراد نہیں لیا جاتا بلکہ مخلوق کو اللہ کے متقابل ناقص الوجود اور صرف محاورے کی حد تک کالعدم سمجھا جاتا ہے. یہ وحدت الوجو کا یہ تصور کفر نہیں لیکن ان صوفیاء میں تزکیہ کے لیے غیر مسنون اذکار و اعمال اور طریقے اور دیگر کئی بدعتیں پائی جاتی ہیں. اور کچھ میں بہت کم اور کچھ میں نہ ہونے کے برابر ہیں. ان صوفیاء کی مثال شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں.

دیوبند مسلک کے کئی علماء اکابرین میں وحدت الوجود کا کفریہ تصور پایا جاتا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر مزکورہ ان کے اقوال سے ثابت کیا' جب کہ بہت سارے وہ ہیں جو وحدت الوجود کا غیر شرکیہ معنی بتلاتے ہیں.

علامہ انور شاہ کاشمیری (ابھی حضرت متشدد نہیں!) اپنی کتاب فیض الباری میں لکھتے ہیں:

"اس مسئلہ وحدۃ الوجود میں ہمارے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے زمانے تک (علماء دیوبند) بڑے متشدد اور حریص تھے۔ میں اس کا قائل تو ہوں لیکن متشدد نہیں ہوں. "(فیض الباری)

جامع الفتاویٰ میں فتاویٰ مزکور ہے:

"سوال: جو مسلمان عاقل و بالغ وحدۃالوجود کا عقیدہ رکھے 'اور یہ کہے کہ "سب وہی اللہ تعالیٰ ہے "تو اس کلام سے وہ مسلمان کافر ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: وحدۃالوجود کا ظاہر معنی خلاف شرع ہے 'جو شخص اس کا قائل ہو 'اگر اس کا اعتقاد ہو کہ حق تعالیٰ نے تمام چیزوں میں حلول فرمایا ہے 'یا اس شخص کا عقیدہ ہو کہ تمام اشیاء اس ذات مقدس کے ساتھ متحد ہیں تو اس کلام سے کفر لازم آتا ہے 'اور اگر اس کی مراد یہ ہے کہ تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفتوں کا ظہور ہے 'تو ایسی حالت میں اس کے کلام سے کفر لازم نہیں آتا 'لیکن اس امر سے ایسے امر کا گمان ہوتا ہے 'جو خلاف شرع ہے 'اس واسطے یہ کلام عام مجلسوں میں شائع کرنا مناسب نہیں۔ "(فتاویٰ عزیزی 'ص ۷٦ بحوالہ جامع الفتاویٰ 'جلد اول 'ص ۲۷۴) ۔

دار الافتاء دار العلوم دیو بند وحدۃالوجود کے غیر شرکیہ تصور کے بارے میں مذکور ہے:

"وحدۃالوجود صوفیہ کی اصطلاح ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود کامل ہے اور اس کے بالمقابل تمام ممکنات کو وجود اتنا ناقص ہے کہ کالعدم ہے۔ عام محاورہ میں کامل کے مقابلہ میں ناقص کو معدوم سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے کسی بڑے میں غیر تعلیم یافتہ کو یا کسی مشہور پہلوان کے مقابلے میں معمولی شخص کو کہا جاتا ہے کہ یہ تو اس کے سامنے کچھ بھی نہیں 'حالانکہ اس کی ذات اور صفات موجود ہیں 'مگر کامل کے مقابل میں انہیں معدوم قرار دیا جاتا ہے 'اسی طرح اللہ تعالیٰ کے وجود کامل کے مقابلہ میں تمام مخلوق کے وجود کو حضرات صوفیہ معدوم قرار دیتے ہیں۔" (فتاویٰ دار العلوم دیو بند)

مفتی نظام الدین شامزئی دیو بندی وحدت الوجود کے شرکیہ تصور کے بارے میں فرماتے ہیں:

"لیکن جو لوگ (صوفیاء) ابن عربی وغیرہ کے راستے پر ہیں جو کہ وحدت الوجود کا (شرکیہ) عقیدہ رکھتا تھا تو یہ تصوف باطل ہے۔ "(المیزان الحرکتہ)

باب: چہارم

متاخرین احناف و دیوبند کے اللہ کی خالص اطاعت کے منافی عقائد

اللہ اور اس کے رسول کی خالص اطاعت کرنا اور آپ کے کسی قول اور حدیث پر کسی اور کو ترجیح نہ دینا یہ توحید الوہیت وعبادت میں سے ہے۔ اور یہ اہلسنت کا اجماعی عقیدہ ہے:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اہلسنت کے ہاں ماسوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شخص معصوم نہیں ہے۔ چنانچہ ان کے ہاں ائمہ معصوم نہیں ہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہر کسی کی بات لی بھی جاسکتی ہے اور رد بھی کی جاسکتی ہے۔ وہ اماموں کی بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے تابع رکھتے ہیں نہ کہ اس پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اہل حق اور اہلسنت کا پیشوا (امام) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی شخص نہیں ہے۔ لہذا ایک اللہ کے رسول ہی ہیں کہ جو کچھ انہوں نے بتایا اس کی تصدیق اور جو حکم فرمایا ہے اس کی اطاعت و تعمیل فرض ہے۔ یہ مقام آپ کے علاوہ کسی امام کو حاصل نہیں ہے۔" (مجموع الفتاویٰ: ۳_۳٤٦)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بیشک میں بشر ہوں غلطی بھی کر سکتا ہوں اور درست بات بھی کہہ سکتا ہوں لہٰذا تم میری آراء پر تحقیقی نظر ڈال لیا کرو' جو بات بھی کتاب وسنت کے موافق ہو اسے لے لو اور جو کتاب وسنت کے مخالف ہو اسے چھوڑ دو۔" (القول المفید للشوکانی: ۳۵۲)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس چیز پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس شخص کے سامنے رسول کی سنت ظاہر ہو جائے تو اس کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ سنت رسول کو کسی شخص کے اقوال کے پیش نظر ترک کر دے۔" (صفۃ صلاۃ النبی للالبانی)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جو شخص میری دلیل سے واقف نہیں اس کیلئے لائق نہیں کہ میرے کلام کے مطابق فتویٰ دے۔ جب میرا قول قرآن کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو۔ لوگوں نے پوچھا جب آپ کا قول حدیث کے خلاف ہو؟ فرمایا اس وقت بھی چھوڑ دو۔ پھر پوچھا گیا جب صحابہ کے خلاف ہو تو کہا تب بھی چھوڑ دو' جب

دیکھو کہ ہمارے اقول قرآن وحدیث کے خلاف ہیں تو قرآن وحدیث پر عمل کرو اور ہمارے اقوال کو دیوار پر دے مارو' صحیح حدیث ہی میرا مزہب ہے."(میزان للشعرانی'عقد الجید:۵۳)

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

"جب صحیح حدیث ملے اور وہ حدیث ہمارے مذہب کے خلاف ہو پھر حدیث پر ہی عمل کیا جائے گا اور امام ابو حنیفہ کا وہی مذہب ہو گا اور اس سے کوئی حنفیت سے نہیں نکلے گا کیونکہ امام صاحب کا فرمان ہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے."(شرح عقود رسم المفتی لابن عابدین:۱۹)

بقول صاحب شرح مسلم الثبوت:

شَدَّدَ بَعْضُ الْمُتَكَلِّمِينَ، قَالُوا: ''اَلْحَنَفِيُّ إِذَا تَرَكَ مَذْہَبَ إِمَامِهِ يُعَزَّرُ''، وَالْحَقُّ أَنَّهُ تَعَصُّبٌ، لاَ دَلِيلَ عَلَيْهِ، وَإِنمَا ہُوَ تَشْرِيعٌ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ۔ قَالَ فِي التَّيْسِيْرِ شَرْحُ التَّحْرِيرِ: ''ہُوَ الأَصَحُّ، إِذْ لاَ وَاجِبَ إِلاَّ مَا أَوْجَبَهُ اللهُ، وَبِالْجُمْلَةِ لَا يَجِبُ تَقْلِيدُ مَذْہَبٍ مُعَيَّنٍ، بَلْ جَازَ الاِنْتِقَالُ۔ لَكِنْ لَابُدَّ أَنْ لاَ يَكُونَ ذَلِكَ قَصْدَ التَّلَہِّي وَتَوہِينِ كِبَارِ الْمُجْتَہِدِينَ۔''

کچھ متکلمین اہل علم نے شدت سے کام لیا اور کہہ دیا: ''حنفی اگر اپنے امام کے مذہب کو ترک کردے تو اسے تعزیر (کوئی سزا) دی جائے۔ ''سچ پوچھیں تو یہ متعصبانہ بات ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اپنی طرف سے شریعت سازی ہے۔ ''التیسیر ''میں ہے: '' بالکل یہ تعصب ہے کیونکہ واجب وہی ہے جسے اللہ نے واجب قرار دیا، بہر حال کسی مذہب معین کی تقلید واجب نہیں۔ بلکہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف مسئلہ کی تلاش میں جانا جائز ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایسا کرنا محض خواہش نفس کی بنیاد پر نہ ہو اور نہ ہی مجتہدین کرام کی توہین مقصود ہو۔ (شرح مسلم الثبوت'التیسر)

جبکہ دیگر علماء احناف سلف کے اس عقیدے سے کس قدر گمراہ ہیں' ملاحظہ کریں.

امام کرخی حنفی بیان کرتے ہیں:

"ہر وہ آیت جو ہمارے ائمہ کے قول کے خلاف ہو اس آیت کو منسوخ سمجھا جائے گا یا اسے مرجوع قرار دیں گے اور بہتر یہ ہے کہ اس آیت کی ایسی تاویل کی جائے کہ وہ ہمارے ائمہ کے قول کے مطابق ہو جائے."(اصول کرخی:۱۲)

ابن نجیم الحنفی شاتم رسول کی سزا کے بارے میں لکھتے ہیں:

"شاتم رسول میں مومن کا نفس قول مخالف (امام شافعی) کی طرف مائل ہوتا ہے (کہ کافر شاتم رسول کا ذمہ ٹوٹ جاتا ہے) لیکن ہم پر اپنے مذہب کی اتباع ضروری ہے."(البحر الرائق:۵-۱۲۵)

شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی کہتے ہیں:

"قول مجتہد بھی قول رسول اللہ ہی شمار ہوتا ہے۔"(تقاریر شیخ الہند: ٧٤ طبع ادارہ اشرفیہ)

نیز شیخ الہند محمود الحسن خیار مجلس (البیعان بالخیار مالم یتفرقا) کے مسئلے میں لکھتے ہیں:

"حق اور انصاف یہ ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی کو ترجیح حاصل ہے مگر ہم ابو حنیفہ کے مقلد ہیں ہم پر ان کی تقلید واجب ہے۔"(تقریر ترمزی:٣٩)

البتہ کچھ دیوبند علماء اس مسئلہ میں معتدل ہیں۔

مفتی تقی عثمانی فرماتے ہیں:

"ایک متجر عالم اگر مجتہد کے کسی قول کو کسی صحیح اور صریح حدیث کے خلاف پائے' اور اس کا کوئی معارض موجود نہ ہو تو اس کے لئے مجتہد کے قول کو چھوڑ کر حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔(تقلید کی شرعی حیثیت' ص:١٢١)

مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

"اکثر مقلد عوام بلکہ خواص اس قدر جامد ہوتے ہیں کہ اگر قول مجتہد کے خلاف کوئی آیت یا حدیث بھی کان میں پڑتی ہے تو ان کے قلب میں انشراح وانبساط نہیں رہتا بلکہ اول استنکار قلب پیدا ہوتا ہے' پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے خواہ کتنی ہی بعید کیوں نہ ہو' خواہ دوسری دلیل قوی اس کے معارض ہو بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلے میں بجز قیاس کے کچھ بھی نہ ہو بلکہ خود دل میں اس تاویل کی وقعت نہ ہو مگر نصرت مذہب کیلئے تاویل ضروری سمجھتے ہیں' دل نہیں مانتا کہ قول مجتہد کو چھوڑ کر حدیث صحیح صریح پر عمل کریں۔"(تزکرۃ الرشید:١٣٠)

اس طرح اہلسنت کے عقائد میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ رسول اللہ کی اطاعت کے علاوہ کسی کے ہر قول کی تقلید واطاعت کو ہر حالت میں واجب قرار نہیں دیتے۔ لیکن اس کے برعکس دیوبند کے اکابر کا عقیدہ ملاحظہ کریں۔

المہند علی المفند میں مزکور ہے:

"اس زمانہ میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول وفروع میں امام المسلمین حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد ہیں۔"

(المہند علی المفند: ص37)

جبکہ اہلسنت احناف کے کئی فاضل علماء اس عقیدے کی سخت مذمت کرتے ہیں.

ملا معین حنفی نقل کرتے ہیں کہ امام ابن عز حنفی رحمہ اللہ نے ہدایہ کے حاشیے پر فرمایا:

"جو شخص رسول اللہ کے سوا کسی اور خاص ایک شخص کے مذہب پر اڑا رہے اور یہ سمجھے کہ اسی کی (ہر) بات صحیح اور واجب الاتباع ہے پس وہ گمراہ اور جاہل ہے بلکہ کافر ہی ہو جاتا ہے۔ اس سے توبہ کروائی جائے پس اگر توبہ کر لے تو بہتر ہے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے کیونکہ اس نے اس بات کا اعتقاد کیا کہ لوگوں پر ایک خاص شخص کی متابعت واجب ہے تو اسے بمنزلہ نبی ہی ٹھہرایا اور یہ کفر ہے." (دراسات اللبیب لاہور: ۱۲۵)

کمال بن ہمام حنفی (صاحب ہدایہ وشارح فتح القدیر) فقہ کے اصولوں کے موضوع پر اپنی تالیف التحریر میں رقمطراز ہیں:

"کسی معین مذہب کی پابندی لازم نہیں ہے یہی قول صحیح ہے کیوں کہ اس کے لازم ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ واجب صرف وہی چیز ہوتی ہے جسے للہ اور رسول صلی للہ علیہ وسلم واجب کریں اور معلوم ہے کہ للہ تعالیٰ نے اور نہ ہی رسول للہ صلی للہ علیہ وسلم نے لوگوں میں سے کسی پر ائمہ میں سے کسی امام کا مذہب اس طرح اختیار کرنا واجب نہیں کیا کہ دوسرے ائمہ کو چھوڑ کر دین کے ہر معاملہ میں بس اسی کی تقلید کرے۔ خیر ون القرون کا پورا دور گزر گیا اور اس دور میں کوئی بھی یہ نہیں کہتا تھا کہ ایک معین مذہب اختیار کرنا ضروری ہے۔" (التحریر از ابن ہمام)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اور اگر کوئی شخص امام ابو حنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد رحمہم اللہ کا متبع ہو اور بعض مسائل میں دیکھے کہ دوسرے کا مذہب زیادہ قوی ہے اور اس کی اتباع کرلے تو اس کا یہ کام بہتر ہوگا اور اس سے اس کے دین یا عدالت میں بالاتفاق کوئی عیب نہیں لگے گا، بلکہ یہ شخص زیادہ حق پر اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک زیادہ محبوب ہوگا اس شخص کی بنسبت جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی معین (امام) کے لئے تعصب رکھے۔ مثلاً کوئی امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد یا امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کا متعصب ہو اور یہ سمجھے کہ اس معین امام کا قول ہی درست ہے اور اسی کی اتباع کرنی چاہئے نہ کہ اس کے مخالف کسی دوسرے امام کی، تو جو شخص بھی ایسا کرے وہ جاہل اور گمراہ ہے بلکہ بعض صورتوں میں وہ کافر ہو جاتا ہے چنانچہ جب وہ یہ اعتقاد رکھے کہ لوگوں پر ان ائمہ (اربعہ) میں سے کسی ایک معین امام ہی کی اتباع کرنی ہے اور دوسرے کسی امام کی نہیں، تو ایسی صورت میں واجب ہوگا کہ اس شخص سے توبہ کرائی جائے، پھر اگر توبہ کرلے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا." (مجموع الفتاوی: ۲۲_۲۴۹)

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہم یقینی طور پر یہ جانتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنھم کے زمانے میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جس نے کسی ایک فرد کو اس کے تمام اقوال میں تقلید کے لیے چن لیا ہو' اور اس کے سوا کسی دوسرے کی ایک بات بھی نہ مانتا ہو اور ہم یہ بھی یقینی طور پر جانتے ہیں کہ ایسا تابعین کرام تو کیا تبع تابعین کے زمانے میں بھی نہ ہوا تھا' مقلد ہمارے بیان کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے کسی ایک شخص کا نام تو لیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے مطابق فضیلت پانے والے زمانوں میں وہ مکروہ راستہ اختیار کیا ہو جس پر مقلدین گامزن ہیں' حقیقت یہی ہے کہ بدعت تقلید چوتھی صدی میں ظہور پذیر ہوئی جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی مذموم قرار دیا تھا۔"(اعلام الموقعین: ۲/۲۰۸)

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم دونوں اہلسنت والجماعت کے اکابر میں اور اس امت کے اولیاء میں تھے۔"(جمع الوسائل: ۱-۲۰۸)

اس ساری بحث سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمارے نزدیک تمام احناف' شافعی' مالکی' حنبلی مشرک ہیں۔ بلکہ ہمارے نزدیک یہ سب مطلقاً اہلسنت میں شامل ہیں۔

تقلید شرکیہ دراصل وہ ہے کہ جو مقلد دل میں یہ شرکیہ عقیدہ بٹھالے کہ میں اپنے امام کی ہر قول کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑوں گا اور حدیث رسول پر اپنے امام کے قول کو ترجیح دے۔

اس مسئلے کو مولانا سرفراز خاں صفدر دیوبندی یوں بیان کرتے ہیں:

"کوئی بدبخت اور ضدی مقلد دل میں یہ ٹھان لے کے میرے امام کے قول کے مخالف اگر قرآن وحدیث سے بھی کوئی دلیل قائم ہو جائے تو میں اپنے مذہب کو نہیں چھوڑوں گا تو وہ مشرک ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں لاشک فیہ (اس میں کوئی شک نہیں)۔ "(الکلام المفید: ۳۱۰)

لیکن جو یہ سمجھتا ہو کہ میں اس امام کی اس بات کو اس لیے مان رہا ہوں کہ قرآن وحدیث کے مطابق یہی ہے تو اس مسئلہ میں امام کی پیروی کرنے والا ہرگز شرک نہیں کر رہا۔ ماضی کے تمام اہلسنۃ ائمہ کرام اسی طرح حنفی' شافعی سے منسوب تھے۔

امام قاضی ابو بکر قفال شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہم شافعی کے مقلد نہیں بلکہ ہماری رائے شافعی کی رائے سے متفق ہو جاتی ہے اور یہی حال امام طحاوی (حنفی) کا ہے وہ بھی مقلد نہ تھے بلکہ ان کی رائے ابو حنیفہ کی رائے سے موافق ہو جاتی تھی۔"(رسائل قاضی ابو بکر)

باب: پنجم

مسلک دیوبند کا دعا میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ بنانے کا باطل عقیدہ

ائمہ اہلسنت کے اجماع کے مطابق انبیاء و اولیاء کا دعا میں وسیلہ بنانا جائز نہیں. جبکہ دیوبند کے نزدیک یہ جائز ہے.

دیوبند کی عقیدہ کی کتاب' المہند علی المفند' میں مزکور ہے:

"دعاء میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کا وسیلہ جائز ہے, انکی حیات میں بھی اور وفات کے بعد بھی, مثلا یوں کہے کہ یااللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ دعاء کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتاہوں۔" (المہند علی المفند, ص:۳۲)

تمام محدثین اور ائمہ وفقہاء کے نزدیک اس چیز پر اجماع ہے کہ مخلوق میں سے کسی کا بھی وسیلہ بنانا جائز نہیں. دیوبندی متاخرین سلف اور ائمہ سے منسوب ضعیف روایات سے مردے سے وسیلہ ثابت کرتے ہیں لیکن ائمہ اہلسنت کے وسیلہ کے رد میں صحیح اقوال کو چھوڑ دیتے ہیں.

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کوئی مخلوق کا واسطہ دے کر اللہ سے نہ مانگے اور نہ ہی کسی کو یہ کہنا چاہیے کہ میں تیرے انبیاء کرام کے حق کی بناپر تجھ سے سوال کرتاہوں."(کتاب الوسیلہ:۱۳۳)

نیز امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ نے فرمایا:

" کسی کیلئے درست نہیں کہ وہ اللہ سے دعا کرے مگر اسی کے واسطے سے،اور جس دعا کی اجازت ہے اور جس دعا کا حکم ہے وہ وہی ہے جو اللہ تعالی کے اس قول سے ظاہر ہے. (وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بھا.... اور اللہ کے سب نام اچھے ہی ہیں۔ تو اس کو اس کے ناموں سے پکارا کرو اور جو لوگ اس کے ناموں میں الحاد اختیار کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں عنقریب اس کی سزا پائیں گے.)

(الدر المختار مع حاشیہ رد المختار:۶/۳۹۶-۳۹۷)

شرح عقیدہ الطحاویہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے:

"امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ نے کہا، مکروہ ہے کہ دعا کرنے والا یوں کہے کہ میں بحق فلاں، یا بحق انبیاء ورسل تیرے، یا بحق بیت حرام و مشعر حرام تجھ سے سوال کرتاہوں." (شرح عقیدہ طحاویہ: ۲۳۴)

امام قدوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کسی مخلوق کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرنا جائز نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کسی مخلوق کا کوئی حق نہیں ہے." (کتاب الوسیلہ: ۱۳۴)

اہلسنت کے نزدیک البتہ کسی زندہ نیک شخص سے دعا کروانا جائز ہے. رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کروانا صرف آپ کی زندگی میں تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا جائز نہیں. وسیلہ کی دلیل کسی بھی صحیح حدیث میں موجود نہیں ہے. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دور عمر رضی اللہ عنہ میں قحط پڑا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو وسیلہ بنانے کی بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کروائی اور خود بھی عرض کیا.

"اے اللہ ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تیری طرف وسیلہ (بطور دعا) بناتے تھے اور تو بارش برساتا تھا اب ہم اپنے نبی کے چچا کو (دعا کے طور پر) وسیلہ بناتے ہیں. اے اللہ بارش بھیج دے پھر بارش ہوئی." (صحیح بخاری: ۱۰۱۰)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"پس صحابہ کرام نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ (دعا) کو رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ (دعا) کا بدل قرار دیا' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کوئی شرعی جواز باقی نہ رہا تھا کہ آپ کو وسیلہ بنایا جائے حالانکہ یہ عین ممکن تھا کہ وہ آپ کی قبر انور پر حاضری دیتے اور وہاں آپ کا وسیلہ تلاش کرتے اور اپنی دعا میں آپ کی حرمت وجاہ کی قسم دلاتے یا ایسے الفاظ ادا کرتے جس سے اللہؐ کو مخلوق کی قسم دلانا یا اس کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے کا مفہوم پایا جاتا اور یوں دعا کرتے کہ: اے اللہ ہم تجھ سے اپنے نبی مکرم کے واسطہ سے مانگتے ہیں یا یوں کہتے کہ: اے اللہ ہم تجھے تیرے نبی کی قسم یاد دلاتے ہیں یا اس کے ہم معنی دوسرے الفاظ ادا کرتے جو اکثر جاہل لوگ ادا کرتے ہیں لیکن صحابہ کرام نے ایسا طرز عمل اختیار نہیں فرمایا." (کتاب الوسیلہ: ۳۲۰)

عمومی طور پر دیوبند کے نزدیک غیر اللہ کو براہ راست پکار نا جائز نہیں لیکن دیوبند کے اکابرین میں غیر اللہ سے براہ راست استمداد' استغاثہ و فریاد کے اقوال بھی کثرت سے ملتے ہیں.

مولانا زکریا تبلیغی دیوبندی لکھتے ہیں:

"رسول خدا نگاہ کرم فرمایئے اے ختم المرسلین رحم فرمایئے۔ آپ یقیناً رحمۃ للعالمین ہیں ہم حرماں نصیبوں اور ناکامان قسمت سے آپ کیسے تغافل فرما سکتے ہیں، عاجزوں کی دستگیری بے کسوں کی مدد فرمایئے اور مخلص عشاق کی دلجوئی اور دلداری کیجئے"

(فضائل درود، ص:128 و تبلیغی نصاب، ص:806)

نیز مولانا زکریا نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں لکھا:

"آپ ﷺ نے ایک شخص کو مخاطب ہو کر فرمایا: "جب تیرے باپ پر مصیبت نازل ہوئی تو میں اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے. "(تبلیغی نصاب، ص791)

. خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی لکھتے ہیں:

"مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور انکے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے, مگر اس طریق سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے, نہ کہ اس طرز سے جو عوام (بریلویہ) میں رائج ہے"

(المہند علی المفند المعروف عقائد علمائے دیوبند, ص: ۵۸)

مناظر احسن گیلانی دیوبندی نے لکھا:

"ہم بزرگوں کی روحوں سے فریاد کرنے کے منکر نہیں ہیں۔"

(سوانح قاسمی)

محمد قاسم نانوتوی صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کر کھا

"مدد کر اے کرم احمد ہم سہ تیرے سوا نھیں ھے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار"

(قصائد قاسمی، قصیدہ بھارہ در نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص8، عقائد حقہ ص:4 از زاھد الحسینی)

قاسم نانوتوی صاحب اگر اکیلے کسی مزار (قبر) پر جاتے اور دوسرا کوئی شخص وهاں موجود نہ ہوتا، توآواز سے عرض کرتے کہ "آپ میرے واسطے دعا کریں"

(سوانح قاسمی ج2ص29)

اشرف عی تھانوی دیوبندی کاایک اور عقیدہ انکی کتاب "امدادالمشتاق" میں ملاحظہ فرمائیں:

" حضرت نے تشفی دی اور فرمایاسہ فقیر مرتا نهیں هے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا هے فقیر کی قبر سے وهی فائدہ حاصل هوگا جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے هوتا تھا. فرمایاحضرت صاحب نے سہ میں نے حضرت کی قبر مقدس سے وهی فائدہ اٹھایاجو حالت حیات میں اٹھایا تھا۔"

(امدادالمشتاق)

اشرف علی تھانوی نے ایک شخص کاقصہ بیان کیاکہ وہ پیر کے مرنے کے بعد اسکی قبر پر گیااور کہا:

"حضرت میں بہت پریشان اور روٹیوں کامحتاج هوں کچھ دستگیری فرمایئے پھراسے قبر سے روزانہ دوآنے یاآدھاآنہ ملا کرتا تھا".

تھانوي نے کہاکہ "یہ منجملہ کرامات کے هے"

(امدادالمشتاق ص117، فقرہ:290دوسرانسخہ:ص123)

تھانوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے ہوئے کہا:

"دستگیری کیجئے میرے نبی کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی" (نشرالطیب:ص194)

امداللہ مہاجر مکی دیوبندی نے اشعار لکھے:

"یارسول کبریا، فریاد ہے، یامحمد مصطفی فریاد ہے آپ کی امداد ہو، میرا حال ابتر ہوا، فریاد ہے سخت مشکل میں پھنساہوں آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے."

(کلیات امدادیہ، ص:90-91)

نیز حاجی امداد اللہ نے کہا:

"دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب 'کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے اب 'ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے۔"(کلیات امدادیہ، ص:103)

حاجی امداد اللہ اپنے پیر نور محمد کے بارے میں فرماتے ہیں:

" آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

تم سوا اوروں سے ہر گز نہیں ہے التجا

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا

آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا" (شمائم امدادیہ ص83،84امداد المشتاق، فقرہ: 288)؛کشافریاد ہے(کلیات امدادیہ ص90،91)

محمد یوسف لدھیانوی دیوبندی امداد اللہ مہاجر مکی کے ان اشعار پر رقمطراز ہیں:

یہی عقیدہ بریلویوں کا ہے لیکن دیوبندی اور بریلوی اختلاف کی کوئی بنیاد میرے علم میں نہیں ہے۔(اختلاف امت اور صراط مستقیم ج1ص38)